ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

تفہیم غالب میں رسالہ "شب خون" کا کردار

ناصر اقبال خان

پی ایچ ڈی اسکالر، (شعبۂ اردو) الحمد اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد

nasiriqbalkhan92@gmail.com

ڈاکٹر روبینہ شہناز

پروفیسر (شعبۂ اردو) الحمد اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد

NASIR IQBAL KHAN

Ph.D Scholar,(urdu department) Alhamd Islamic University, Islamabad

nasiriqbalkhan92@gmail.com

Dr Rubina Shanaz

professor (urdu department) Alhamd Islamic University, Islamabad

ABSTRACT

The magazine Shab Khoon was published in Allahabad in June 1966 under the editorship of Shamsur Rehman Farooqi. While Shab Khoon has accomplished many amazing feats in literature, Shab Khoon is a reliable reference regarding Ghalib. This magazine of Shamsur Rahman Farooqi spanned a period of 40 years. 299 issues were published from 1966 to 2015. Modern criticism was an important topic of this literary magazine. Excellent work of criticism in the literary magazine. Among his prominent works is the understanding and interpretation of the speech of Ghalib and Mir.

رسالہ شب خون، جون ۱۹۶۶ء میں شمس الرحمٰن فاروقی کی ادارت میں الہ آباد سے جاری ہوا۔ جہاں شب خون نے ادب میں کئی حیرت انگیز کارنامے سر انجام دیے وہیں شب خون تفہیم غالب کے حوالے سے ایک معتبر حوالہ ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی کا یہ مجلہ ۴۰ سال کے عرصہ پر محیط تھا۔ جس کے ۱۹۶۶ء سے ۲۰۱۵ء تک ۲۹۹ شمار منظر عام پر آئے۔ جدید تنقید اس ادبی رسالے کا ایک اہم موضوع رہا دیگر قلم کاروں اور ناقدین کے ساتھ ساتھ شمس الرحمن فاروقی نے بھی اس ادبی رسالے میں تنقید کا عمدہ کام کیا۔ ان کے نمایاکاموں میں غالب اور میر کے کلام کی تفہیم اور تشریح سیر فہرست ہے۔

رسالہ شب خون میں غالب کے اشعار کی تفہیم اور شاعری کی تنقید کے حوالے سے جو عمدہ کام کیا گیا ہے اس کا سال ۱۹۶۸ء بنتا ہے۔ ۱۹۶۹ء کا دور غالبیات کے طالبعلم کے لیے بہت اہم ہے۔ ۱۹۶۹ء میں پوری دنیا میں غالب کا سال منایا گیا تھا۔ اور لوگوں نے غالب پر لکھنا اور پڑھنا شروع کیا لیکن کچھ مقامات پر غالبیات کو پڑھنے اور لکھنے کا سلسلہ ۱۹۶۸ء سے پہلے شروع ہو چکا تھا۔ اسی دوران شمس الرحمٰن فاروقی جو کہ شب خون کے بانی ہیں نے غالب کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے رسالہ شب خون میں "تفہیم غالب" کے عنوان سے غالب کے اشعار کی تفہیم و تشریح کا سلسلہ شروع کیا۔ انھوں نے رسالہ شب خون کے شماروں میں غالب کے اشعار پر تنقیدی اور تجزیاتی حوالے سے کام کیا اور منتخب اشعار پر اظہار خیال کرتے ہوئے علم عروض، بحر، وزن اور تشریح جیسے عوامل پر کام کیا۔ رسالہ شب خون میں غالب کے ان اشعار کو شامل کیا گیا جن کو اس سے پہلے کسی شرح میں شامل نہیں کیا گیا یا وہ اشعار جن کا کوئی اہم نقطہ بحث قابل ہو یا جن پر تنقیدی نقطہ نظر سے بحث نہ کی گئی ہو۔ اس حوالے سے چیرمین پبلی کیشنز سب کمیٹی، غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی، پروفیسر کامل قریشی کتاب تفہیمِ غالب میں لکھتے ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

ان اشعار ہی کو منتخب کیا گیا جن میں انھوں نے یا تو کوئی خاص نکتہ پایا یا جن کے بیان میں غالب کے مشہور شارحین تک بھی کوئی خاص حق ادا نہیں کر پائے تھے۔ "(۱)

مجلہ شب خون میں شمس الرحمٰن فاروقی نے غالب کے اشعار کی تفہیم کا یہ سلسلہ شمارہ ۲۳ کے صفحہ ۱۲ سے شروع کیا جو اپریل ۱۹۶۸ء میں منظر عام پر آیا۔ اس شمارے میں غالب پر ہونے والے کام کو بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ قارئین کی طرف سے شمس الرحمٰن فاروقی کو یہ گزارشات موصول ہوئی کہ اس سلسلہ کو ہر شمارے میں شامل کرتے ہوئے جاری رکھا جائے ۔ قارئین کی یہ رائے بھی رسالہ شب خون کے آخری حصہ میں شمارہ نمبر ۲۶ کے باب جس کا عنوان ہے " کہتی ہے خلق خدا" میں شامل ہے۔ اس باب میں قارئین شب خون، شب خون کے حوالے سے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ غالب کے اشعار کی تفہیم کا یہ سلسلہ ناقابل فراموش ہے۔ اس سلسلے سے غالب کے اشعار کو سمجھنے میں آسانی ہو گی اور اس سلسلے سے ایک یہ بھی فائدہ ہو گا کہ غالب کے علاوہ دیگر شعرا جن کے کلام کو تفہیم کی ضرورت ہے ان کے کلام کی تفہیم کا سلسلہ بھی شروع ہو گا۔ جس سے تفہیم و تعبیر کا ایک نہایت مفید نیا باب وجود میں آئے گا۔ اس ضمن میں شمارہ ۲۶ کے صفحہ نمبر ۷۷ کے مضمون " کہتی ہے خلق خدا" میں خط و کتابت کے ذریعے سے وہاب دانش کہتے ہیں:

> " تفہیم غالب بے حد کار آمد ثابت ہو رہی ہے۔ پرچے کی معنوی وقت میں ایک نہایت ہی انوکھا اضافہ ہوا ہے۔ اس سلسلے کو دیکھ کر ایک بات ذہن میں آئی ہے وہ یہ کہ کیوں نہ جدید شعری ادب کے شعرا کے ایسے کلام کی تفہیم پیش کی جائے جنہیں مبہم اور ناقابل اعتناہ مان کر مطعون کیا جا رہا ہے۔ میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ باقاعدہ پوری تنقیدی ایمانداری کے ساتھ شروع ہو تو نئی شاعری اور ابلاغ کے درمیان جو خلیج پنپ رہی ہے اسے ایک پل مل سکتا ہے۔ اس پر چل کر ہمارے بعد آنے والی نئی ترین نسل شاید اس منزل کو بہت آسانی سے پالے گی۔ جہاں ہم اج غالب کے بعد غالب اور میر اجی کے بعد میر اجی کو اپنی اصل بلندیوں پر دیکھ رہے ہیں ۔"(۲)

کہتی ہے خلق خدا میں قارئین، شب خون کی تخلیقات، تحریروں اور ترجیحات کے حوالے سے اپنی رائے خط و کتابت کے ذریعے سے دیتے ہیں۔ جس کو شمس الرحمٰن فاروقی بڑے اہتمام سے ہر رسالہ کے آخر میں شایع کرتے ہیں۔ اور اس باب میں قارئین کے سوالات اور اعتراضات کا جواب بھی شمس الرحمٰن فاروقی خود دیتے ہیں۔ قارئین کی بے پناہ فرمائش پر اس سلسلے کو جاری رکھا گیا اور غالب کے کلام کی تفہیم کے سلسلے میں غالب کے منتخب اشعار کو رسالہ شب خون کے شماروں میں شایع کیا جاتا رہا۔ اور یہ سلسلہ نومبر ۱۹۸۸ء شمارہ ۱۵۵ تک جاری رہا۔ اس کا کل دورانیہ ۲۰ برس پر مشتمل ہے۔ اور اس پورے دور اینے میں غالب کے ۱۳۸ اشعار کی تشریح تفصیل بحث کی صورت میں کی گئی۔

> "فاروقی صاحب نے تفہیم غالب کی تصنیف کو دل کش، پسندیدہ اور قابل قدر بنانے کے لیے اپنے مشرقی و مغربی ادب کے خاص مطالعہ ،کلام غالب کی مختلف مشہور واقع غیر مشہور شرحوں کے گہرے جائزے اور ترجمان غالب کے طور اپنے غیر معمولی تجربے کی روشنی میں بڑی محنت اور عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ ہر چند کے انھوں نے اس میں ۱۳۸ / اشعار کو موضوع بحث بنایا ہے۔"(۳)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

کلام غالب کی اس تفہیم میں شامل ایک ایک جملہ اور ایک ایک بات مکمل دلائل اور وزن کے ساتھ پیش کی گئی۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے شب خون کے شماروں میں ان اشعار کو شامل نہیں کیا جن پر اس دور سے پہلے کسی نے گفتگو یا بحث کی ہو۔ بعد میں رسالہ شب خون کے تمام شماروں کے ۲۰ سالہ غالب کے کلام کی تفہیم کا یہ کام ایک کتاب کی صورت میں ہمارے سامنے آیا ۔ جس کا نام " تفہیم غالب " رکھا گیا۔ شمس الرحمٰن فاروقی کی اس کتاب کے حرفِ آغاز میں پروفیسر کامل قریشی (چیر مین پبلی کیشنز سب کمیٹی، غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی) لکھتے ہیں:

> "دیوان غالب کی ایک نئی شرح لکھنے کا فیصلہ کیا تو اس سلسلے میں مشہور غالب شناس جناب شمس الرحمن فاروقی سے درخواست کی کہ وہ انسٹیٹیوٹ کے اس کام کو سرانجام دیں موصوف نے اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے تفہیم غالب کی ترتیب شروع کر دی، وہ اس کام کو شب خون میں غالب صدی سے قبل ۱۹۶۸ سے شروع کر چکے تھے جو انھوں نے ۱۹۸۸ءتک جاری رکھا۔"
>
> (۴)

اور غالب کے کلام کی تفہیم اور غالبیات کے طالبعلم کے لیے یہ ایک ایسا منفرد اور خوبصورت کام ہے جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ کیو نکہ غالب اردو ادب کے وہ شاعر ہیں جن کے کلام پر بے شمار تعبیرات اور تشریحات منظر عام پر آچکی ہیں۔ حالانکہ غالب کو اپنی زندگی میں اپنی شاعری کی بنا پر بہت تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے کلام میں لفظیات کی پیچیدگی، مشکل اسلوب، مبہم انداز، متفرق لفظیات، اور ساختیات کے حوالے سے بھی مشکل شاعر قرار دیا گیا۔ مگر ان کی وفات کے بعد جو کام منظر عام پر آیا یا جو کام ان کی شاعری پر ہوا اس نے غالب کی قدر و قیمت میں بے پناہ اضافہ کر دیا۔ جس میں شمس الرحمٰن فاروقی کی کتاب " تفہیم غالب " بھی شامل ہے۔ اس ضمن میں فرخندہ لودھی رسالہ شب خون کے شمارہ ۲۷ میں تفہیم غالب کو اردو ادب اور غالبیات کے طالب علم کے لیے بہت بڑی کاوش قرار دیتے ہوئے لکھتی ہیں:

> " تفہیم غالب کا سلسلہ نہایت مفید ہے اردو ادب کے طالب علم پر گویا احسان سمجھئے "(۵)

شمس الرحمٰن فاروقی غالب شناس اور بلند پایہ نقاد ہیں۔ انھوں نے شعر غالب پر جو کام کیا اس میں سیاق و سباق کی وضاحت، تاریخی پس منظر، ہر شعر میں ابہام اور اشعار کی وضاحت کرتے ہوئے اشعار کی تشریح شامل ہے اور جس کو وہ احسن طریقے سے کرنے میں کامیاب ہوئے۔

شمس الرحمٰن فاروقی نے غالب کے کلام کی تفہیم پر کام کرنے سے پہلے مختلف شرح اور کتب کا مطالعہ کیا۔ جس میں غالب کے خطوط کو سب سے اولیت حاصل ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی کے بقول غالب سب سے اولین شارح رہے ہیں۔ جس نے اپنے کلام کی تشریح اپنے خطوط کے ذریعے سے مختلف شاعروں کو ارسال کی ہے۔ اس لیے غالب کے مشکل اور مبہم شعروں کو سمجھنے کے لیے غالب کے خطوط بھی بہت کار آمد ثابت ہوئے۔ اس کے بعد خواجہ قمر الدین کی تشریحات جو کہ غالب کے شاگرد تھے۔ اس کے بعد تلاش غالب اور حالی کی دو کتابیں۔ یادگار غالب اور مقدمہ شعر و شاعری اہم ہیں ۔ غالب کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے ان دو کتابوں کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے اس بات کی وضاحت کتاب " تفہیم غالب " کے دیباچہ میں کی ہے کہ غالب کو سمجھنے کے لیے مقدمہ شعر و شاعری اور یادگار غالب کا مطالعہ بہت اہم تصور کیا جاتا ہے۔ غالب کے کلام کو حالی سے استفادہ کیے بغیر سمجھنا ممکن نہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> " تفہیم غالب کا باقاعدہ رواج حالی کی دو کتابوں (مقدمہ شعر و شاعری اور یادگار غالب) سے شروع ہوتا ہے۔ غالب کا کوئی بھی شارح حالی سے استفادہ کیے بغیر اپنے کام کو مکمل نہیں کہہ سکتا "(۶)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

رسالہ شب خون میں شمس الرحمٰن فاروقی نے تفہیم غالب پر کام کرتے ہوئے جن تصنیفات کا مطالعہ کیا ان کی ایک طویل فہرست ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ "تصنیف حلم دہلی"، اشاعت ۱۸۸۰ء۔
۲۔ خواجہ الطاف حسین حالی "مقدمہ شعر و شاعری" اشاعت ۱۸۹۳ء۔
۳۔ خواجہ الطاف حسین حالی " یادگار غالب" اشاعت ۱۸۹۴ء۔
۴۔ مولانا احمد حسن شوکت میرٹھی "حل کلیات اردو مرزا غالب دہلی" اشاعت ۱۸۹۹ء۔
۵۔ علامہ سید علی حید "نظم طباطبائی شرح دیوان اردوئے غالب" اشاعت ۱۹۰۰ء۔
۶۔ مولانا سید فضل الحسن حسرت موہانی "دیوان غالب مع شرح" اشاعت ۱۹۱۱ء۔
۷۔ عبدالرحمن بجنوری "مقدمہ دیوان غالب" اشاعت ۱۹۲۱ء۔
۸۔ علامہ محمد احمد بے خود موہانی "شرح دیوان غالب" اشاعت ۱۹۲۳ء۔
۹۔ علامہ سہا مجردی "مطالب الا غالب" اشاعت ۱۹۳۱ء۔
۱۰۔ حضرت بے خود دہلوی "مراہ الا غالب" اشاعت ۱۹۳۴ء۔
۱۱۔ آغا محمد باقر "بیان غالب" اشاعت ۱۹۳۹ء۔
۱۲۔ پنڈت جوش لسیانی "دیوان غالب مع شرح" اشاعت ۱۹۵۱ء۔
۱۳۔ نواب جعفر علی خان اثر لکھنوی "مطالعہ غالب" اشاعت ۱۹۵۷ء۔
۱۴۔ شہاب الدین مصطفیٰ "ترجمان غالب" اشاعت ۱۹۵۶ء۔
۱۵۔ یوسف سلیم چشتی "شرح دیوان غالب" اشاعت ۱۹۵۸ء۔
۱۶۔ نیاز فتح پوری "مشکلات غالب" اشاعت ۱۹۷۶ء۔
۱۷۔ مسعود حسن رضوی ادیب "شرح طباطبائی اور تقنید کلام غالب" اشاعت ۱۹۷۳ء۔
۱۸۔ نیر مسعود "تعبیر غالب" اشاعت ۱۹۷۳ء۔
۱۹۔ مولانا غلام رسول مہر "نوائے سروش" اشاعت۔
۲۰۔ منظور احسن عباسی "مراد غالب" اشاعت ۱۹۷۵ء۔

ان کے علاوہ سینکڑوں کتب، مضامین شامل ہیں جن میں کلام غالب پر کام شامل تھا۔ ان کا جائزہ بھی لیا ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے شب خون میں غالب کے اشعار کی جو تشریح اور تجزیہ کیا ہے اس میں ہر شعر کی تقطیع، تفہیم شعر اور عروضی اطلاعت کے حوالے سے بھی کام کیا ہے۔ ہر شعر میں بحر کو بھی پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی کی غالب کے اشعار کے حوالے سے تفہیم اور اس سے پہلے غالب پر ہونے والے کام میں ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ فاروقی نے ہر شعر کی تفہیم اور تشریح لغات کو مد نظر رکھ کر کی ہے۔ اس سے پہلے کی شرح نے لغت کو یکسر نظر انداز کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی شرح میں جابجا اغلاط اور ان پر اعتراضات دیکھنے کو ملتے ہیں۔

شمس الرحمٰن فاروقی نے اشعار کی قرات کے حوالے سے نسخہ عرشی، نسخہ عرشی زادہ، نسخہ شیرانی، نسخہ حمیدیہ اور دیوان غالب کو بھی اپنے مطالعہ کا حصہ رکھا۔ تب جا کر تفہیم کلام غالب کے حوالے سے رسالہ شب خون میں ایک منفرد اور متعبر کام دیکھنے کو ملا۔ جس کی کامیابی زبان زد عام ہے۔ اس کا ایک

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

فائدہ یہ ہوا کہ غالب کے وہ اشعار جو شرح سے محروم رہے یا جن میں کوئی اہم نقطہ موجود تھا مگر اس پر کسی نقاد کی نظر نہیں گئی وہ بھی شمس الرحمٰن فاروقی کے توسط سے شرح کی کسوٹی پر پورے اترے۔ جس کے بعد غالب کے اشعار کو عام فہم اور مختصر انداز شرح موصول ہوئی اور قارئین شب خون، غالبیات کے طالب علم کے لیے ۳۷۸صفحات کی ایک کتاب معرض وجود میں آئی۔

ایسا نہیں کہ شمس الرحمن فاروقی کو تفہیم غالب کے سلسلہ میں اعتراضات اور مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ بل کہ شب خون کے سلسلہ خط و کتابت میں بہت سے ناقدین اور معاصرین نے ان کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا ہے۔ ان کی تفہیم پر اعتراضات بھی کیے ہیں۔ جن کا جواب شمس الرحمن فاروقی نے بھی دیا ہے اور جو اعتراضات کیے گئے ان کی وضاحت بھی کی ہے۔ اس ضمن میں سعید اختر خلش کہتے ہیں :

"مئی ۶۷ کے "شب خون" میں تفہیم غالب کے تحت غالب کے شعر

آشفتگی نے نقش سویدا کیا درست

ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ درد تھا

کی توضیح میں جن خیالات کا اظہار فاروقی صاحب نے فرمایا ہے ان سے مجھے سرے سے اختلاف ہے۔ جہاں تک میں سمجھ پایا ہوں اس شعر میں کسی قسم کی تلخ واقعیت کا اظہار نہیں ہے۔ جس کی سرحدیں کبھی کبھی کلبیت سے مل جاتی ہے"(۷)

اس اقتباس کا مثبت مطلب یہ لیا جا سکتا ہے کہ شمس الرحمن فاروقی اپنے اوپر یا اپنی تفہیم پر کیے جانے والے اعتراضات کو بھی اپنے رسالہ میں شایع کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں تفہیم غالب کے حوالے سے کام کو بھی شب خون میں تنقیدی نقطہ نظر سے جانچا اور پرکھا گیا ہے۔ یہ بات تو ادب کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ ادب میں تنقید کا سلسلہ ہو تو فن پارے کے معیار اور اہمیت میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر مدون، محقیق یا نقاد سے کوئی کمی یا کوتاہی ہو بھی جائے تو دیگر نقاد اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ اس طرح ترجمہ، تدوین یا تفہیم ہونے والا ادب ادبی حلقوں میں بہت اہمیت اور مقبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ اور اگر وہ فن پارہ سلسلہ وار تحریر ہو رہا ہو تو فن پارے کی افادیت ہر بار بڑھتی چلی جاتی ہے۔ تفہیم غالب کے حوالے سے بھی یہی عمل کار فرما ہے۔ شب خون میں خط و کتابت کے سلسلے میں تفہیم غالب پر کیے جانے والے اعتراضات یا کمزوریوں کو رسالہ ہی میں درست اور مستند کر لیا گیا۔ کتابی صورت سے پہلے اس کو کندن بنایا گیا۔ اس لیے شمس الرحمن فاروقی کی کتاب تفہیم غالب بہت اہمیت کی حامل ہے۔ شب خون میں غالب کے اشعار کی تفہیم جس انداز سے شمس الرحمن فاروقی نے سرانجام دی ہے۔ اس کی دوسری مثال نہیں ملتی۔ شب خون سے تفہیم غالب کی چند مثالیں دیکھیے۔ غالب کے اشعار کی تفہیم کے سلسلے کا سب سے پہلا شعر شب خون کے شمارہ ۲۶ جولائی ۱۹۶۷ کے صفحہ نمبر ۶۷ پر پایا گیا ہے شعر ملاحظہ کریں:

شب خمار شوق ساقی رست خیز اندازہ تھا

تا محیط بادہ صورت خانہ خمیازہ تھا

اس شعر کی تفہیم کا طریقہ کار یہ ہے۔ کہ سب سے پہلے فاروقی صاحب نے اس شعر کا وزن بتایا ہے۔ کہ یہ شعر فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ہے۔ جب کہ اس کی بحر رمل مثمن محذوف ہے۔ تفہیم کا آخری حصہ شعر کی تشریح پر مشتمل ہے۔ جس میں اس شعر کی تشریح کچھ یوں بیان کی گئی ہے کہ :ساقی کا انتظار ہی دراصل خمار ہے۔ شراب کا نشہ ساقی کی انگڑائیوں کے آگے ماند پڑ گیا ہے۔ یعنی شراب کے جوش و جذبے کو محبوب کی انگڑائی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جبکہ اس شمارے میں تفہیم غالب کے سلسلے کا دوسرا شعر بحوالہ شب خون شامل کیا گیا ہے وہ یہ ہے:

تھا گریزاں مژہ یار سے دل تا دم مرگ

دفع پیکان قضا اس قدر آساں سمجھا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

وزن کے اعتبار سے یہ شعر فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فع لن (ضرب کا وزن فع لن ہے)۔ جب کہ اس شعر میں رمل مثمن مجنون مخذوف (مقطوع) کی بہر کا استعمال دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس شیر کا تشریح بمطابق شمس الرحمن فاروقی ملاحظہ ہو:

> "مشدہ یار اور پیکان قضا میں جو مناسب لفظی و معنوی ہے۔ وہ ظاہر ہے اس شعر میں جو شوخی کا پہلو ہے اس کی طرف غالبا کسی شارح نے اشارہ نہیں کیا ہے۔ نقطہ یہ ہے کہ دل موت کے لمحے تک موت سے گریزاں رہا یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کو زندگی بھر جینے کی دعا دی جاے۔ ظاہر ہے کہ جب دم مرگ ایا تو قضا بھی ائی اس کے پہلے تو قضا انی نہیں تھی جس لمحہ مشدہ یار کا سامنا ہوا موت اگئی یا جب موت ائی تو مشدہ یار کا سامنا ہو ہی گیا سامنا ہی اس وقت ہونا تھا جب موت انی تھی لہذا گریزاں رہنا نہ رہنا برابر تھا"(۸)

اس تمام بحث و تقرار اور گفتگو سے دو باتیں ہمارے سامنے واضع ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ تفہیم غالب کا اصل ماخز شب خون ہے۔ اس کتاب کو شب خون سے ہی وجود ملا دوسرا یہ کہ جس قدر اس کتاب یا اس کی تفہیم کی اہمیت ہے ویسے ہی اس کو تنقیدی مراہل سے گزارا گیا ہے۔ اس عمدہ کاوش پر شمس الرحمن فاروقی داد و تحسین کے مستحق ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ شمس الرحمن فاروقی تفہیم غالب غالب انسٹیٹیوٹ نہیں دہلی ۱۹۸۹ء، صفحہ ۱۰۔۹

۲۔ وہاب دانش، کہتی ہے خلق خدا، مشمولہ: شب خون، شمارہ، ۲۶ جولائی ۱۹۶۷ء، الہ آباد، صفحہ ۷۵

۳۔ شمس الرحمن فاروقی تفہیم غالب غالب اسٹیٹیوٹ نئی دہلی ۱۹۸۹ء، صفحہ ۱۰

۴۔ شمس الرحمن فاروقی تفہیم غالب غالب اسٹیٹیوٹ نئی دہلی ۱۹۸۹ء، صفحہ ۹

۵۔ فرخندہ لودی، کہتی ہے خلق خدا، مشمولہ، شب خون شمارہ ۲۷، اگست ۱۹۶۷ء، الہ آباد، صفحہ ۷۶

۶۔ شمس الرحمٰن فاروقی، تفہیم غالب، غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی، ۱۹۸۹ء، صفحہ ۱۷

۷۔ سید اختر خلش، کہتی ہے خلق خدا، مشمولہ شب خون، شمارہ ۲۶، جولائی ۱۹۶۷ء، الہ آباد، صفحہ ۷۱

۸۔ شمس الرحمن فاروقی، تفہیم غالب، مشمولہ: شب خون، شمارہ ۲۶، جولائی ۱۹۶۷ء، الہ آباد، صفحہ ۷۴